عبدالوہاب نیازی
سابق ناظم اسلامی جمعیت طلبہ، ملتان ڈویژن

تیری ہستی کو چند لفظوں میں سمیٹوں کیسے......؟

شعور کی آنکھ کھولی تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا نام علماء کے علاوہ ہر پیر و جوان کی زبان سے سنا۔ ہر ایک 'سیّد' کا گرویدہ پایا گیا۔ اخبارات و رسائل میں اُن کی انگریز کے خلاف لازوال جدوجہد اور آزادی کے لیے قربانیوں کا تذکرہ پڑھا۔ اُن کی تصویر دیکھ کر محسوس ہوا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ اسلاف کی طرح رعب و دبدبہ، جرأت و بہادری، راہِ حق میں استقامت و پامردی کوئی سیّد بخاریؒ سے سیکھے۔ اگر میں یہ کہوں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا کہ برصغیر پاک و ہند میں انگریز کے خلاف جدوجہد میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی طرح ہر محاذ پر لڑنے والا مردِ مجاہد مجھے دور تک نظر نہیں آتا۔ ہر ایک کی قربانیاں بے شمار اور بے مثال ہوں گی لیکن عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اُن میں کوئی نہیں۔ آج پاکستان بنانے کے چمپیئن تو مجھے شاہ جیؒ کے مقابلے میں بونے نظر آتے ہیں۔ بلکہ بونا کہنا بونے کی بھی توہین ہے۔ شاہ جیؒ کی دلیرانہ جدوجہد اور خطابت نے ہمیں اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ اسی لیے ہمیں اس خانودہ سے محبت ہوگئی۔

۱۹۹۶ء میں 'ملتان کے 'تعلیمی اداروں میں حالات خراب ہوئے تو اسلامی جمعیت طلبہ نے مجھے سرگودھا ڈویژن سے ملتان منتقل کیا اور میری ذمہ داری ملتان شہر کی لگائی گئی تو اس صاحبِ عزیمت گھرانہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ حضرت امیر شریعتؒ کے فرزندِ ثانی سید عطاء المحسن بخاری صاحبؒ اس وقت دارِ بنی ہاشم میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے اور میں ہر جمعہ باقاعدگی سے شریک ہونے لگا۔ سید عطاء المحسن بخاریؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ وہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حضرت شاہ جیؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے اور اس مشن کو جاری رکھا' جس کے لیے امیر شریعتؒ زندگی بھر جدوجہد کرتے رہے۔

شاہ جیؒ کا اندازِ گفتگو بہت سادہ اور آسان ہوتا تھا۔ ایسے فقرے استعمال کرتے جو دلچسپ، معنی خیز اور دل میں اترنے والے ہوتے تھے۔ مجمع کو مٹھی میں لینا اُن کا طرۂ امتیاز تھا۔ جس طرح سنتے آئے ہیں کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ساری رات گفتگو کرتے تھے اور مجمع بیٹھا رہتا اور اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا تھا۔ اسی طرح سید عطاء المحسن بخاریؒ کی تقریر کے دوران بھی لوگ تنگی محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ مزید گفتگو کا تقاضا کرتے تھے۔ ان کی گفتگو اور تقریر سننے کے لیے لوگ دور دراز سے تشریف لاتے تھے۔ اُن کی گفتگو قرآن وسنت کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کا مکمل احاطہ کئے ہوتی تھی۔ ۱۹۹۶ء سے لے کر آخر وقت تک بے نظیر اور نواز شریف کی حکومتیں رہیں۔ شاہ صاحبؒ دونوں جماعتوں کو آڑے ہاتھوں لیتے، بے لاگ اور بے باکانہ تجزیہ کرتے۔ ان کی گفتگو میں کوئی مصنوعی پن، بناوٹ اور خوف نہیں ہوتا تھا بلکہ ہر بات فطری انداز میں کہتے اور محفل کو اس طرح مسحور کر لیتے تھے کہ بیاں سے باہر ہے۔ خطبہ جمعہ کے بعد اپنے دفتر میں تشریف رکھتے۔ مختلف افراد سے ملتے، چائے سے تواضع فرماتے اور سوالات کے جوابات

مرحمت فرماتے۔ مجھے بھی کئی بار اُن کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا۔ بڑی محبت سے پیش آتے اور اسلامی جمعیت طلبہ کے لیے کلمات کہتے۔ جمعیت کی انقلابی اور فحاشی وعریانی کے خلاف جدوجہد کو تحسین کی نظر سے دیکھتے۔ ایک دفعہ اپنی تقریر میں ہی اس کا ذ کیا۔ حکمرانوں کے قصیدہ گو اور چاکری کرنے والے نام نہاد علماء کو آڑے ہاتھوں لیتے اور دوران گفتگو اُن کی خوب خبر لیتے۔ اُن دلچسپ گفتگو اور اچھوتے فقرے بہت دنوں تک یاد رہتے۔

سید عطاء المحسن بخاریؒ جرأت، غیرت وحمیت، تحمل وبردباری اور قناعت وکفایت شعاری کا حسین مرقع تھے۔ شاہ جیؒ۔ ساری زندگی بڑی سادگی سے گزاری، ورنہ جس پائے اور مرتبہ کے وہ حامل تھے، دنیا کی ہر آسائش کی خواہش رکھتے تو یقیناً وہ انہیں مل جاتی۔ جس طرح کا مشاہدہ ہم روزانہ علماء کے کروفر اور پروٹوکول کو دیکھ کر کرتے ہیں۔ شاہ جی مرحوم نے دنیا کی آلائشوں سے اپ آپ کو دور رکھا۔ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ انہوں نے فقیری میں شاہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دنیا میں بھی اعلیٰ مقام اور عزت ووقا دیا اور آخرت میں بھی ان کے لیے بلند درجات ہوں گے۔ ان شاء اللہ

شاہ جی مرحوم سید مودودیؒ سے اختلاف کے باوجود جماعت اسلامی کی جدوجہد کو سراہتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے انہیں سید قطب شہیدؒ کی معرکتہ الاراء تفسیر ''فی ظلال القرآن'' کی ایک جلد تحفتہً پیش کی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ''میں نے سید قطب شہیدؒ کا نام بڑے عرصے سے سن رکھا تھا، آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اُن کی تفسیر بھی دے دی، میں اس کا ضرور مطالعہ کروں گا''۔

یہ غالباً، دسمبر ۱۹۹۶ء کی بات ہے۔ ہم نے اسلامی جمعیت طلبہ ملتان کے تحت ایک تعلیمی نظام پر سیمینار کروانا تھا۔ راقم اور برادر عمران ظہور غازی اُن سے سیمینار کے لیے وقت لینے کے لیے گئے تو بیماری اور کمزوری کے باوجود ہمیں وقت مرحمت فرمایا اور سیمینار میں بڑی پر مغز اور کارآمد گفتگو فرمائی، جسے سامعین نے بڑا سراہا۔ میرے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ میں ایک دفعہ اُن سے ملنے کے لیے گیا تو فرمانے لگے کہ ''نیازی صاحب! اگلے ماہ، میں نے میانوالی اور چکڑالہ جانا ہے، آپ میرے ساتھ چلیں گے''۔ میں نے یہ دعوت بڑی خوشی سے قبول کر لی۔ لیکن میری بدقسمتی کہ انہیں دنوں ملتان کے تعلیمی اداروں میں صورت حال ایسی بنی کہ میں اُن کے ساتھ نہ جاسکا اور یہ حسرت دل ہی دل میں رہ گئی۔

سید عطاء المحسن بخاریؒ کی رحلت، ہمارے جیسے اسلام پسند اور اسلام کے غلبہ کی جدوجہد کرنے والے نوجوانوں کے لیے شدید صدمہ کا باعث ہے کہ ہم ان سے مل کر توانائی اور قوت محسوس کرتے تھے۔ کمزوری اور مایوسی دور ہو جاتی تھی۔ وہ یقیناً پورے شہر بلکہ ملک بھر اور دنیا میں چاہنے والوں کے دلوں کو ویران کر گئے ہیں۔

بچھڑا کچھ ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی ۔۔۔ اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

شاہ جیؒ کی یادیں، ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ وہ جن مقاصد اور اقامت دین کے لیے زندگی بھر جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ ہم بھی اسی کٹھن اور عزیمت والے راستہ پر زندگی بھر سفر جاری رکھیں گے۔ (ان شاء اللہ) اسی جدوجہد کے نتیجہ میں ان شاء اللہ پاکستان اسلامی انقلاب کا مرکز بنے گا اور اس کی روشنی سے دنیا کے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سید عطاء المحسن بخاریؒ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور اُن کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)